صرف اس لیے ہے کہ سور کا گوشت حلال قرار دیا جائے اور یہ دکھایا جائے کہ اس کی حرمت قرآن میں منصوص نہیں ہے۔

استدراک: سرسید نے جس عقل پرستی کی بنیاد رکھنے کی کوشش کی تھی، اسے لمحہ بھر کے لئے بھی مسلکی سہارا نہیں ملا۔ (وَ كَفَى اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ) [الاحزاب ۲۵] اس شخص کو کسی بھی پلیٹ فارم پر دینی رہنما تسلیم نہیں کیا گیا۔ پھر مولانا حافظ ثناء اللہ امرتسری نے ''تفسیر ثنائی'' میں موقع بموقع اس کی واضح تردید کر کے متوقع فتنے کو بروقت بجھا دیا۔ جزاہ اللہ خیراً

البتہ علی گڑھ یونیورسٹی کے قیام اور دیگر سیاسی خدمات کے حوالے سے تحریک آزادی پاکستان میں سرسید کی خدمات کو یقیناً قابل قدر تسلیم کیا جاتا ہے۔

فہم قرآن میں مسلکی رجحان کی ایک مثال: (وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ) [البقرة ۲۳۳] امام ابوحنیفہ نے مدتِ رضاعت ڈھائی سال مقرر کی ہے، اور زفر نے تین سال۔ پھر اس فتوی کو باقاعدہ مسلکی سہارا ملا، پس اس کی تردید سے اہل تقلید عاجز رہے۔ اب اسے ''ترجمہ قرآن پر مسلکی رجحان کے اثر'' سے تعبیر کیا جائے یا مسلک کو قرآن پر ترجیح دینے کا عنوان دیا جائے؟!! (بَيِّنُوا تُوجَرُوا)

فقہ کی کتاب الحیل میں ارکانِ اسلام سے جان چھڑانے کے فارمولوں کو کیا عنوان دیا جائے؟ (ابومحمد)

بقیہ: جماعتی خبریں از صفحہ آخر

25 مئی: مولانا محمد ابراہیم بن عبدالصمد الشفاء انٹرنیشنل ہسپتال راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔ جسد خاکی ڈوقسی قبرستان میں حافظ کریم بخش کے سرہانے سپرد خاک ہوا۔

7 جون: رمضان المبارک شہر القرآن کی آمد کے ساتھ دار العلوم بلتستان غواڑی کے حفاظ طلباء مساجد میں پھیل کر نمازِ تراویح پڑھانے میں مصروف ہو گئے۔

23 جون: آخری عشرہ رمضان کی مناسبت سے طلباء وطالبات کے لیے عید الفطر تک تعطیلات ہوئیں۔

مختلف ایام میں شئون الدعوۃ کے زیر اشراف ضلع شگر، کریس اور مواضعات میں یک روزہ تبلیغی کانفرنسیں اور دروس کی مجالس منعقد ہوئیں۔

اخوتِ اسلامی قسط: (۳۰)

صحابہ کرامؓ روئے زمین کا افضل طبقہ

ابو عبد اللہ

اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم

گزشتہ سے پیوستہ: امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

صلح حدیبیہ میں نبی ﷺ کے ساتھ فرطِ محبت: ذی قعدہ ۶ھ مطابق فروری یا مارچ ۶۲۸ء میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ چودہ سو قدسیوں کی جماعت تھی۔ اس معاہدے کو لکھنے کی سعادت حضرت علی مرتضیٰؓ کے حصہ میں آئی۔ آپ ﷺ نے لکھوایا کہ "یہ وہ معاہدہ جس پر محمد رسول اللہ نے فیصلہ کیا۔" کفار کے سفیر سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ اگر ہم آپ کو "رسول اللہ" مانتے تو بیت اللہ مکہ آنے سے روکتے ہی نہیں، اور نہ جنگ کرتے۔ لہٰذا "محمد بن عبد اللہ" ہی لکھا جائے!

آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ پہلا لکھا ہوا مٹا دیں۔ آپؓ نے کہا: "واللہ لا أمحوک أبداً" اللہ کی قسم! میں آپ کو کبھی نہیں مٹاؤں گا...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ جگہ بتاؤ، جہاں پر "رسول اللہ" لکھا ہوا ہے۔ میں خود مٹائے دیتا ہوں۔ [صحیح مسلم جهاد و السیر باب صلح الحدیبیه]

فتح خیبر میں اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ محبت کرنے کی سند: ہجرت کے ساتویں سال ماہ محرم الحرام میں خیبر کی جنگ ہوئی۔ جس میں یہود آباد تھے۔ اس جنگ میں صحابہ کرامؓ اور حیدر کرارؓ کی نادرہ روزگار شجاعت و بسالت کھل کر سامنے آ گئی۔

خیبر میں بہت سے قلعے تھے، جن میں سے کچھ نیچے اور کچھ پہاڑے پر تھے۔ فدایانِ اسلام نے وطیح، سلالم وغیرہ ایک ایک کر کے فتح کیے۔ حضرت عامر بن اکوعؓ سمیت ۱۸ مجاہدین جام شہادت نوش کر گئے۔ علامہ محمد سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق ۲۳ شہید ہوئے۔ جبکہ یہودی ۹۳ کیفر کردار کو پہنچ گئے۔

صحابہ کرامؓ پر قلعہ ناعم کسی صورت فتح نہ ہوا۔ آپؓ اس وقت آشوبِ چشم کی وجہ سے موجود نہ تھے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: ''کل میں پرچم اسلام ایسے شخص کو دوں گا، جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ فتح بخشے گا۔'' [بخاری فضائل الصحابة مناقب علی ح: ۳۷۰۲]

حضرت سہلؓ کا بیان ہے کہ رات بھر لوگ یہ تذکرہ کرتے رہے کہ کس خوش نصیب کو پرچم اسلام ملے گا۔ جب صبح ہوئی تو سب سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ سب آس پاس میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہے؟'' صحابہؓ نے جواب دیا: ''آشوب چشم کی تکلیف میں ہے۔'' فرمایا: ''اسے بلاؤ، اور میرے پاس لے آؤ۔'' جب آپؓ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھ میں لعابِ دہن لگایا اور دعائے خیر کی، تو آپؓ ایسے ٹھیک ہو گئے کہ کبھی تکلیف نہ تھی۔ پھر پرچم آپ کے حوالے کیا گیا۔ [بخاری المغازی باب غزوة خیبر]

آپؓ پرچمِ اسلام تھامے، فدایانِ اسلام کی جماعت کو لے کر قلعہ ناعم کی طرف بڑھے۔ یہ محمد سلیمان منصور اور صفی الرحمن مبارکپوری کی ترجیح ہے۔ [رحمة للعالمین، الرحیق المختوم] علامہ ابن حجر کے نزدیک یہ قلعہ قموص ہے۔ [فتح الباری باب غزوہ خیبر] قصہ کوتاہ اس قلعہ سے مشہور پہلوان و شہسوار مرحب ہتھیار سے لیس ہو کر تلوار لہراتے، رجزیہ اشعار پڑھتے، کروفر کے ساتھ آپؓ کے سامنے آیا اور دعوتِ مبارزت دی۔ وہ کہہ رہا تھا:

قد علمت خيبر أني مرحب شاكي السلاح بطل مجرب

إذا الحروب اقبلت تلهب

اس کے مقابلے میں حضرت عامر بن اکوعؓ نکلے اور اپنی تلوار سے وار کر دی۔ تلوار چھوٹی ہونے کی وجہ سے خود کو چوٹ لگنے سے جام شہادت نوش کر گئے۔ [بخاری مغازی] ان کے بعد آپؓ جوابی رجز پڑھتے ہوئے نکلے:

أنا الذی سمتنی أمی حیدره کلیث غابة کریه المنظره

أوفیهم بالصاع کیل السندره

پھر دونوں پہلوان آپس میں ٹکرا گئے، ہر ایک نے دوسرے پر وار کیا۔ حضرت علیؓ نے جو وار کیا تو مرحب کے سر کا آہنی خود اور سر دونوں ایک ساتھ کٹ گئے، جبڑے بھی ٹوٹے، مرحب کا خاتمہ ہوا اور جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔ [مسلم کتاب الجهاد ح: ۱۸۰۷]

فتح مکہ اور آپ ﷺ کی پیشگوئی پر پکا یقین: ماہ رمضان ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء میں "فتح مکہ" کا عظیم الشان واقعہ پیش آیا۔ اور اس میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی جان نثاری، فداکاری، آپ ﷺ سے بے پناہ محبت وتصدیق، آپ ﷺ کے مقابلے میں آپ کے اعداء سے براءت وغیرہ صفات ایمانی نکھر کے سامنے آئیں؛ مگر بدنیتی کے بغیر غلطی سے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ سے ایک خط کفار کی طرف سرزد ہوا، جس میں نبی ﷺ نے بعض جنگی پروگرام سے متعلق آگاہ کیا گیا تھا۔ ان کی سوچ یہ تھی کہ کفار پر حملہ کی خبر کسی صورت ہو جائے گی، تو کیوں نہ بلا مضرت قسم کی خبر دے کر کفار پر احسان جتلاؤں جس کے بدلے مکہ میں موجود اہل وعیال کو کفار قریش کے ظلم سے تحفظ ملے۔ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا کہ یہ مکتوب ایک جاسوس عورت کے ذریعہ مکہ بھیجا گیا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت علی، زبیر اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا کہ ابھی فوراً چل پڑو، خاخ کے باغیچہ میں ایک ناقہ سوار عورت ملے گی، جس کے پاس ایک خط ہے، جو قریش کو پہنچانے لے جارہی ہے۔ یہ حضرات اپنے گھوڑوں کو سرپٹ بھگاتے ہوئے روضہ خاخ پہنچے اور اس عورت کو پالیا۔ اسے اتارا اور پوچھا کہ تیرے پاس کوئی خط ہے؟ اس نے کہا: کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا: تم ضرور خط نکال دو وگرنہ ہم تیرے کپڑے اتاریں گے۔ چنانچہ اس نے خط سر کے بالوں سے نکال کے دے دیا۔ اور وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ [بخاری مغازی باب غزوۃ الفتح]

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس عورت کے انکار کے باوجود حضرت علیؓ ورفقاء نے اسے تسلیم کیوں نہیں کیا اور ایک انتہائی ممنوعہ حرکت کی دھمکی کیوں دی؟ بعض صحیح روایتوں کے مطابق آپؓ اور ساتھیوں نے کجاوہ تک تلاشی لی تھی؛ مگر نہیں ملا تھا۔

اس اصرار کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو الصادق الامین ﷺ کی پیشگوئی اور خبر پر صدق دل سے یقین تھا۔ اور خط یقیناً اس چالاک عورت کے پاس ہے۔ بایں وجہ انہوں نے اس جاسوس سے اگلوانے کے لیے جنگی حربہ استعمال کیا اور یہ حربہ خط کو برآمد کرنے میں مکمل طور پر سودمند ثابت ہوا۔

اس جنگ میں آپؓ کی بڑی بہن ام ہانیؓ نے ابن ہبیرہ نامی آدمی کو پناہ دی تھی۔ مگر آپؓ نے اس معاملے کو رشتہ داری سے زیادہ ایمان اور کفر کا معاملہ سمجھتے ہوئے اس کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ چنانچہ ام ہانی کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ زعم ابن أمي علي أنه قاتل رجلاً أجرته فلان ابن هبيرة، فقال النبي ﷺ: قد

اجرنا مَن أجرتِ یا أمّ ھانی' [اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان]

أنت منی بمنزلة ھارون مِن موسیٰ: رجب ۹ھ موسم گرما میں غزوہ تبوک پیش آیا۔ اس جنگ میں بھی مخلص صحابہؓ اور منافقین میں کھل کر پہچان ہوگئی۔ اصحاب کرامؓ کی صداقت، فیاضی، جود وکرم، ضبط ونظم اور مصائب کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا، فداکاری، اتباع ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مال وزر ان کے سامنے ہیچ ہونے کے امتحان کا یہ بڑا زریں موقع تھا۔ اسی لیے اس جنگ کو' جس کا واضح نقشہ سورہ براءت میں کھینچا گیا ہے، اس سورت کو مبعثرہ اور فاضحہ بھی کہا گیا ہے۔ جس میں منافقین کی خوب رسوائی بیان ہوئی ہے۔

اس جنگ میں ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے دریغ انداز میں مالی تعاون پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کا مسئول حضرت محمد بن سلمہ انصاریؓ کو اور اپنے اہل وعیال کی دیکھ بال کے لیے علیؓ کو مقرر کیا۔ منافقین کو اس بار حضرت علیؓ کے خلاف منہ تیز کرنے کا موقع ملا۔ ''اور خوئے بدرا بہانہ بسیار'' کی تصدیق پوری ہوئی۔ کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بوجھ محسوس کیا تو انہیں مدینہ چھوڑ گئے۔

افواہ اور چہ میگوئیاں اڑتی اڑتی آپؓ تک پہنچیں، تو اپنے ہتھیار بدن پر سجالیے اور جرف میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور کہنے لگے: ''یارسول اللہ زعم المنافقون أنک خلفتنی لأنک استثقلتنی وتخففت منی، فقال: کذبوا، ولکننی خلّفتک لماترکتُ ورائی، فارجع فاخلُفنی فی اھلی واھلکَ، أفلاترضی یاعلی أن تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ؟ إلا أنه لانبی بعدی'' [صحیح بخاری، السیرۃ النبویۃ لابن ھشام]

امام حسین بن محمد المعروف بالطیبی فرماتے ہیں: لفظ ''منی'' خبر ہے۔ ''مِن'' اتصال کے لیے ہے، خبر کا متعلق خاص ہے اور باء زائد ہے۔ جس کا معنی ہوگا ''أنت متصلٌ بی ونازلٌ منّی منزلةً'' تو مجھ سے جڑے اور اترے ہوئے ہو، جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تعلق تھا۔

یمن کی مہم اور قبیلہ ہمدان کا ایمان لانا: غزوہ تبوک کے بعد عام الوفود میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؓ کو یمن بھیجا۔ آپؓ نے وہاں جاکر لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا، اس پر پورا قبیلہ ہمدان ایمان لے آیا۔ جب یہ خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو اللہ کے حضور سربسجود ہوگئے۔ پھر سر اٹھا کر دعا فرمائی: ''سلامتی ہو ہمدان کے لیے، سلامتی ہو ہمدان کے لیے۔'' [انساب الأشراف]